صدر یلسن نے یوگوسلاویہ کے مسئلے پر پائی جانے والی تشویش کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ اس مسئلے پر حکومت کی پالیسی واضح نہیں تھی۔ اُنہوں نے کہا "مشرق اور مغرب دونوں کے حوالے سے روسی خارجہ پالیسی عدم توازن کا شکار تھی"۔ صدر یلسن نے یوجنی پریماکوف کی وکالت کرتے ہوئے مزید کہا:

> "He Knows international work well; diplomats think highly of him and I think he will do a lot to raise Russia's authority in the world community."

> "وہ [یوجنی پریماکوف] بین الاقوامی امور اچھی طرح جانتے ہیں۔ سفارت کار اُنہیں بلند مرتبہ سمجھتے ہیں۔ میرا خیال ہے وہ بین الاقوامی برادری میں روس کی ساکھ بہتر بنانے کے لیے بہت کچھ کریں گے۔"

اس بات میں بہرحال شک کی گنجائش نہیں ہے کہ یوجنی پریماکوف کی روس کے اعلیٰ ترین سفارتی عہدے پر تقرری کی بنیادی وجہ روس کی داخلی سیاسی صورتحال ہے۔ بظاہر ان کی تقرری کے ذریعے صدر یلسن مغرب نوازی کے خلاف پائے جانے والے عوامی نفرت کے جذبات کی تسکین کا سامان کرنا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی صدارتی الیکشن میں اتنا کم وقت رہ گیا ہے کہ اس دوران میں خارجہ پالیسی میں کسی نمایاں تبدیلی کا ظہور مشکل ہے۔ صدارتی انتخابات کے نتیجے میں ہوسکتا ہے پریماکوف روسی سفارتکاری کے اس اعلیٰ ترین عہدہ پر اپنے آپ کو برقرار نہ رکھ سکیں۔ روسی خارجہ پالیسی میں کسی حقیقی تبدیلی کا دارومدار بہرحال صدارتی انتخابات کے نتائج پر موقوف ہے۔

یورپی کونسل میں روس کی شمولیت

۲۵ جنوری کو سٹراس برگ میں یورپی کونسل کی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ ۳۸ ممالک پر مشتمل کونسل کے ایجنڈے پر ایک بار پھر وہی سوالات تھے۔ روس کی کونسل میں شمولیت بہتر ہے یا روس کو کونسل سے باہر رکھنا کونسل کے مفاد میں ہے؟ شکوک وشبہات کی طویل تاریخ کے حامل ملک روس کی کلائی جھٹک دی جائے یا اس کی پیٹھ تھپتھپائی جائے؟ کیا روس کو رکنیت کے لیے دستخط کی اجازت دی جائے یا پھر اُس سے اپنے رویّے میں بہتری پیدا کرنے کے لیے اصرار کیا جائے؟

کونسل کی رکنیت محض علامتی نہیں۔ کونسل کے اہم اہداف معاشرتی استحکام کا حصول اور قانون کی حکمرانی ہے۔ البتہ یورپی کونسل کے تعاون سے تشکیل پانے والا یورپی ہیومن رائٹس کنونشن خود

برطانیہ سمیت کئی حکومتوں میں مقبول نہیں ہے۔ مشرقی یورپ میں جمہوری تبدیلیوں کو فروغ دینے، آزاد ذرائع ابلاغ کے قیام، اقلیتوں کے حقوق کی نگرانی اور رکن ممالک میں صاف وشفاف انتخابات کے لیے ۱۹۸۹ء سے کونسل نے کئی پروگرام وضع کیے ہیں۔

کونسل کی رکنیت کے لیے روس نے نئے فوجداری قوانین کے اجراء، جیلوں کی صورت حال میں بہتری پیدا کرنے اور آزاد عدلیہ کے قیام کی طرف کچھ قدم اٹھائے ہیں مگر کونسل کی مکمل رکنیت کے لیے روس سے اس سے کہیں زیادہ اصلاحات کی توقعات کی جاتی رہی ہیں[1]۔

سال قبل جب روسی افواج نے چیچنیا میں کارروائی کا آغاز کیا اور شہری آبادی کا قتل عام شروع کیا تو کونسل نے رکنیت کے حصول کے لیے روسی درخواست کو منجمند کر دیا۔ یورپی کونسل کے سیکریٹری جنرل ڈینیل ٹارسیکنز نے اس موقعہ پر کہا تھا:

"چیچنیا میں طاقت کا اندھا دھند اور غیر متناسب استعمال، بنیادی انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے اور روس کا یہ دعویٰ کہ چیچنیا اس کا اندرونی مسئلہ ہے، طاقت کے اس اندھا دھند استعمال کے لیے جواز نہیں بن سکتا"[2]۔

یورپی کونسل کی اس تشویش میں یورپی یونین کے ممالک بھی شریک ہو گئے۔ اور روس کے ساتھ ایک اقتصادی معاہدے کو منجمد کر دیا۔ یورپی یونین اور روس کے درمیان اس معاہدے پر دوبارہ مذاکرات اس وقت شروع ہوئے جب گذشتہ سال موسم گرما میں صدر یلسن کی انتظامیہ اور چیچن علیحدگی پسندوں کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ طے پا گیا۔ اور نتیجتاً کونسل میں روسی شرکت کی تحریک دوبارہ شروع ہو گئی۔ جمعرات ۲۵ جنوری کو سٹراز برگ میں اس سوال پر کہ آیا روس کی رکنیت کی درخواست کو ایک بار پھر سرد خانے میں ڈالا جائے، ووٹ ڈالے گئے۔ یوں لگتا ہے کہ یورپی کونسل کی اسمبلی کے ممبران کے لیے چیچنیا میں روسی فوجی کارروائیوں کی "نوعیت" بدل گئی ہے۔ ان کے مطابق چیچن علیحدگی پسندوں نے اپنے کیس کو کمزور کر لیا ہے۔ اکثر ممبران کی رائے یہ تھی کہ چیچن علیحدگی پسندوں کے خلاف حالیہ روسی فوجی کارروائیاں بنیادی طور پر یرغمالیوں کو رہا کرنے کے لیے تھیں۔ یورپی کونسل کے ہونے والے صدر لینی فشر نے کہا:

"روس کو "نہ" کہہ دینا یا اس کی رکنیت کے معاملے کو فی الحال مؤخر کر دینا آسان ہے مگر اس طرح روس یورپ میں دلچسپی لینا یکسر چھوڑ دے گا"[3]۔

بہرحال ممبران میں سے بعض نے روسی کی کونسل میں شمولیت کی مخالفت بھی کی۔ استونیا کی "سنٹر پارٹی" کے رہنما آندرے وانڈمان نے کونسل کی سیاسی امور کی کمیٹی کی طرف سے روس کے حق میں ووٹ دینے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"روس جیسے بڑے ملک کے لیے بطور خاص ضروری ہے کہ وہ تمام مطالبات کو پورا

کرے۔ یرغمالیوں کی رہائی کے لیے قوّت کے استعمال کو بجا سمجھا جا سکتا ہے بشرطیکہ یہ کام بہترین منصوبہ بندی سے کیا جائے۔ لیکن روسیوں نے تو یرغمالیوں کے خلاف بھی قوّت استعمال کی"[۴]۔

پولینڈ کی پارلیمنٹ کے ڈپٹی سپیکر الیگزنڈر مالاکووسکی نے گزشتہ سال روس کی درخواست پر غور کرنے کو کہا تھا۔ مگر اس دفعہ انھوں نے روس کی درخواست رکنیت پر غور سے متعلق مزید تاخیر کی حمایت کی۔ انھوں نے کہا:

"مجھے خطرہ ہے اگر روسیوں پر دباؤ نہیں ڈالا گیا تو وہ شہریوں کے قتل عام کو نہیں روکیں گے۔ شہری آبادیوں پر بمباری کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔ روسیوں نے ایک بار پھر ایک پورے گاؤں کو تباہ کر دیا ہے"[۵]۔

دسمبر ۱۹۹۵ء کے انتخابات کے بعد روس کے سیاسی افق پر رونما ہونے والی تبدیلیاں بھی یورپی کونسل کے لیے پریشانی کا باعث تھیں۔ کمیونسٹوں کا بھاری تعداد میں روسی پارلیمنٹ میں آنا اگرچہ کونسل کے لیے تکلیف دہ تھا۔ تاہم کونسل کے لیے یہ حقیقت بھی کچھ کم اہم نہیں تھی کہ مغربی مبصرین کے مطابق بھی یہ انتخابات شفاف تھے۔ چنانچہ ممبران کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ سیاسی آزادی کے حوالے سے روس کی درخواست رکنیت کو مسترد کرنا ممکن نہیں رہا ہے۔

یورپی کونسل کی طرف سے عائد کردہ بعض شرائط میں سے ایک یہ بھی تھی کہ روس حقوق انسانی کا ریکارڈ بہتر کرے۔ روس نے یہ کہہ کر اس شرط کو منجملہ دیگر شرائط کے، مسترد کر دیا کہ روس نہ تو ان شرائط کو پورا کرنے کے قابل ہے اور نہ ہی انہیں پورا کرنے کے لیے تیار ہے۔

یورپی کونسل نے روس کو رکنیت دینے کے لیے اس سے یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ وہ سزائے موت اور زیرِ حراست ملزمان کے خلاف تعذیبی کارروائیوں کی روک تھام اور اقلیتی قومیتوں کی حفاظت کے لیے اقدامات کرے۔ ان شرائط پر تبصرہ کرتے ہوئے روسی وزارت داخلہ کے ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا:

"سزائے موت پر پابندی لگانا قبل از وقت ہوگا اور معاشرے کا دو تہائی حصّہ اسی نقطۂ نظر کا ہم خیال ہے"۔

روسی صدارتی محل کے ترجمان نے کہا "مافیا مخالف قوانین ختم کرنے کا حکومت کے سامنے کوئی منصوبہ نہیں"[۶]۔ ان قوانین کے تحت پولیس مشکوک افراد کو بغیر قانونی نگرانی کے ۳۰ دن تک زیرِ حراست رکھ سکتی ہے۔ صدارتی ترجمان نے کونسل کے اس مطالبے کو بھی کہ فوجی ملازمتوں کے متبادل سول ملازمتیں متعارف کرائی جائیں، یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ حکومت کے پاس اس طرح کی کوئی سکیم متعارف کرانے کا منصوبہ نہیں ہے۔

وزارتِ داخلہ کے ایک ترجمان میخائل ڈورونن نے البتہ یورپی کونسل کے جیلوں میں اصلاحات سے متعلقہ مطالبے پر کہا کہ حکام جیلوں کی صورتِ حال بہتر بنانے کے لیے تیار ہیں مگر اس میں بھی معاشی مسائل حائل ہیں۔ اگر اس سلسلہ میں ہمیں امداد دی جائے تو اصلاحات کے متعلق سوچ سکتے ہیں[7]۔

حقوقِ انسانی کی تنظیموں نے روس کی کونسل میں شرکت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے کونسل کے اپنے ہی نظریات مذاق بن کر رہ جائیں گے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کونسل چیچنیا میں انسانی حقوق کی وسیع خلاف ورزیوں سے چشم پوشی برت رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روس کو یورپی کونسل کی طرف سے عائد شرائط کو پورا کرنے میں خاصا وقت لگے گا۔ حقوق انسانی کی تنظیموں کے کارکنوں کے مطابق "حقوقِ انسانی سے متعلق مغربی تصورات اور روسی سیاست کے زمینی حقائق کے درمیان خلیج جلد ہی منظر عام پر آجائے گی"۔

روس میں حقوقِ انسانی کے دفاع کے لیے وکلاء کی کمیٹی کے چیئرمین یوری سکمٹ نے یورپی کونسل پر تنقید کرتے ہوئے کہا "اس کا مقصود ترقی یافتہ ممالک ہیں، یہ روس کی طرح کے جمہوری تبدیلیوں سے گذرنے والے ممالک کے مخصوص معاشرتی خصائص کو خاطر میں نہیں لاتی[8]۔

یورپی کونسل وسیع تر یورپ کی خواہاں تنظیم ہے، جو براعظم یورپ میں جمہوریت اور انسانی حقوق کو فروغ دینے کے لیے تشکیل دی گئی ہے۔ کونسل کی پارلیمنٹری اسمبلی کے "نائبین" چیچنیا سے متعلق روسی پالیسی سے ناخوش تھے۔ مگر یورپی کونسل کی طرف سے روسی رکنیت کو حقوق انسانی سے متعلق صورتحال کو بہتر کرنے سے مشروط کرنے پر وہ روس کی رکنیت کی تائید کرنے پر راضی ہو گئے[9]۔ [اگرچہ روس نے اس شرط کو ماننے سے یکسر انکار کر دیا تھا] اس طرح ۸ فروری کو یورپی کونسل کی وزارتی کمیٹی نے کونسل میں شمولیت کے لیے روس کو دعوت دینے کا فیصلہ کیا۔ اس سے قبل ۲۵ جنوری کو کونسل کے پارلیمانی اجلاس میں کونسل میں روسی شرکت کے لیے فضا سازگار ہو گئی تھی[10]۔ سٹراس برگ میں کونسل میں روسی شرکت کے لیے جو ووٹ پڑے ان میں روس نے واضح اکثریت حاصل کر کے یورپی کونسل کی رکنیت حاصل کرلی۔ روس کے حق میں ۱۶۴ اور مخالفت میں ۳۵ ووٹوں پڑے۔ ۱۵ غیر جانبدار رہے[11]۔

روس کو صرف دو تہائی اکثریت یعنی ۱۴۳ ووٹ کی ضرورت تھی۔ کونسل کے مشترکہ اعلامیے میں کہا گیا کہ روس ۱۹۹۶ء کے بجٹ کا ۴ء۳ فیصد ادا کرے گا۔ کونسل کا کل بجٹ ۸۴۳ ملین فرانک ہے۔ اعلامیے میں مزید کہا گیا کہ روس کے لیے ۱۸ پارلیمانی نشستیں، اور ۲۵ سے ۵۰ غیر پارلیمانی عہدے مختص کیے گئے ہیں۔ تاہم روس کو ان آسامیوں کے خالی ہونے تک انتظار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ نئی آسامیاں تخلیق نہیں کی جائیں گی۔ کونسل میں روسی شرکت سے کونسل کے ممالک کی تعداد ۳۹ اور

کونسل میں شریک ممالک کے باشندوں کی مجموعی آبادی ۷۶۰ ملین ہو گئی ہے۔ کونسل میں شرکت کے لیے کروشیا، بوسنیا ہرزیگووینا اور بیلوروس کی درخواستیں ہنوز التواء میں پڑی ہیں [۱۲]۔

یورپی کونسل کے وضع کردہ دستور کے مطابق کونسل اپنے دائرہ اختیار میں قانون کی حکمرانی کے اصولوں اور انسانی حقوق کے تحت لوگوں کی بنیادی آزادی کو تسلیم کرتے ہوئے یورپی جمہوریتوں کو قریب تر لانے کے لیے کام کرے گی [۱۳]۔ روس کی طرف سے کونسل کی اکثر شرائط ماننے سے انکار کے باوجود اسے کونسل کی رکنیت دینے سے کونسل کے ممبران کی طرف سے اپنے ہی اصولوں کے لیے عدم احترام کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

حواشی

1.Jonathan Steele,"Europe Wary of Russia," *Dawn* Jan 30, 1996.
2. Ibid
3. Ibid
4. Ibid
5. Ibid
6. AFP report, "Russia Refuses to Meet Human Rights Standards," *Dawsn* Jan 27, 1996.
7. Ibid.
8. Ibid
9. Ibid
10. AFP report,"Council of Europe Admits Russia," *Dawn*, Feb 9, 1996.
11. AFP report,"Russia Refuses to Meet Human rights Standards," op, cit.
12. AFP report,"Council of Europe Admits Russia," op, cit.
13. Ibid